صالحہ فاطمہ[1]

مغربی تحریکِ نسواں کا عصری بیانیہ: ایک تجزیاتی مطالعہ

Abstract

"Feminism is for everybody: Passionate Politics", a fmous of American author Bell Hooks, is a short introduction to feminist theory and movement. Hooks applies her critical analysis to the most contentious and challenging issues facing feminists today including reproductive rights, sexual violence, race, class and work. The study explores that in the early stages, feminism was a movement of women's liberation from men but now this has become a man-hating movement.

مصنفہ کا تعارف

سیاہ فام امریکی خاتون بیل ہکس "Bell Hooks" کا اصل نام گلوریا جین واٹکنز "Gloria Jean Watkins" ہے جو کہ امریکہ کی معروف مصنفہ، تحریک نسواں کی علم بردار اور قابلِ قدر سماجی کارکن ہیں۔ موصوفہ 25 دسمبر 1952ء کو امریکی ریاست کینٹکی "Kentucky" کے ایک متوسط گھرانے میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم سیاہ فام نسل کے لئے قائم کردہ ایک پس ماندہ سکول میں حاصل کی، 1973ء میں سٹانفورڈ یونیورسٹی "Stanford University" سے انگریزی زبان میں گریجویشن کا امتحان پاس کیا۔ 1976ء میں وسکان میڈیسن یونیورسٹی "University of Wisconsim Madison" سے ماسٹرز کی ڈگری جبکہ 1983ء میں کیلیفورنیا یونیورسٹی "University of California" سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔[2] بیل ہکس نے بطورِ متعلم اپنی عملی زندگی کا آغاز 1976ء میں ساؤتھرن کیلیفورنیا یونیورسٹی "University of Southern California" سے سینئر لیکچرار کے طور پر کیا۔ 1980ء کی دھائی کے اوائل میں کیلیفورنیا یونیورسٹی

1 لیکچرار علومِ اسلامیہ شعبہ عمرانیات، کامساٹس انسٹی ٹیوٹ آف انفارمیشن ٹیکنالوجی، لاہور

2 The European Graduate School, "Bell Hooks-Biography", http://www.egs.edu/library/bell-hooks/biography/

"University of California" اور سانٹا کروز اینڈ سان فرانسسکو سٹیٹ یونیورسٹی "Santa Cruz & San Francisco State University" جیسی معروف جامعات میں تدریسی خدمات سرانجام دیں اور پھر حقوقِ نسواں کے لئے اپنی آواز بلند کی اور کئی کتب تصنیف کیں۔ جنہیں عالمگیر شہرت حاصل ہوئی۔ نیز ان تصنیفات کو تحریک نسواں کی بنیادی اور اہم کتب ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔[1]

اپنی تریسٹھ سالہ زندگی میں بیل ہکس نے 30 سے زائد کتب تصنیف کیں جو ایک نازک دل رکھنے والی سیاہ فام خاتون کے جذبات کی عکاسی کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ہکس کی اکثر کتب کو عالمی سطح پر متعدد مرتبہ اعلیٰ اعزازات سے نوازا گیا، مثلاً:

1. *Yearning: Race, Gender, and Cultural Politics*: The American Book Awards/ Before Columbus Foundation Award,1991
2. *Ain't I a Woman?: Black Women and Feminism*: One of the twenty most influential women's books in the last 20 years" by *Publishers Weekly*, 1992
3. *Happy to Be Nappy*: NAACP Image Award nominee, 2001
4. *Homemade Love*: The Bank Street College Children's Book of the Year, 2002
5. *Salvation: Black People and Love*: Hurston Wright Legacy Award nominee, 2002[2]

ان کتب کے علاوہ حقوقِ نسواں کے موضوع پر مصنفہ کی مندرجہ ذیل تصنیفات بھی اہم ہیں:

- Black Looks: Race and Representation
- Breaking Bread: Insurgent Black Intellectual Life
- Feminist Theory: From Margin to Center
- Sisters of thc Yam: Black Women and Self-Recovery
- Talking Back: Thinking Feminist, Thinking Black

---

1 Ibid

2 Ibid

Feminism is for Everybody: Passionate Politics

زیرِ مطالعہ تحقیق مصنفہ کی ایک مخصوص کتاب "Feminism is for Everybody: Passionate Politics" سے متعلق ہے جس کو 2011ء میں نیویارک کے معروف خواتین میگزین "Ms. Magazine" کی جانب سے حقوقِ نسواں پر لکھی گئی 100 بہترین کتب میں سے ایک قرار دیا گیا اور پہلے انعام سے نوازا گیا۔[1] ہکس کی مذکورہ کتاب کو سن 2000ء میں ساؤتھ اینڈ پریس "South End Press" نے جدید طباعت سے آراستہ کیا[2] جبکہ تحریک نسواں کی ماہرین، اس تحریک سے منسلک خواتین اور امریکہ سمیت دنیا بھر میں قارئین کی جانب سے مصنفہ کی تصنیف کو بے پناہ شہرت اور پذیرائی حاصل ہوئی۔

کتاب کا مرکزی موضوعِ بحث

ہکس کی مذکورہ کتاب بنیادی طور پر ان مشکلات کے بیان پر مبنی ہے جن کا سامنا تحریک برائے حقوقِ نسواں، اس سے وابستہ خواتین، اور خصوصاً سیاہ فام خواتین کو کرنا پڑا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ مصنفہ نے خواتین کے ساتھ ساتھ تحریکِ نسواں میں مرد حضرات کو بھی شمولیت کی دعوت دی ہے تاکہ دنیا کو جنسی اور صنفی امتیازات سے پاک کر دیا جائے اور ایسا ممکن ہونے کی واحد صورت صرف یہی ہے کہ خواتین کے شانہ بشانہ مرد حضرات بھی اس تحریک میں نمایاں کردار ادا کریں۔

اسلوبِ تحقیق اور تقسیم کار

فلسفیانہ اسلوب اور پیچیدہ طرزِ تحریر سے قطع نظر بیل ہکس کی یہ صفت واقعی قابلِ تعریف ہے کہ انہوں نے زیرِ مطالعہ کتاب میں اپنے خیالات و تصورات کے اظہار کو انتہائی سادہ مگر دلکش اندازِ بیان سے آراستہ کیا ہے۔ تحریری تخلیق کی زبان آسان و عام فہم، جملوں کی طوالت میں اعتدال و وقفہ نیز ہر موضوعِ بحث سے قبل اس کے پس منظر اور تاریخی ارتقاء کا طائرانہ جائزہ وہ اُمور ہیں جو دورانِ مطالعہ قاری کی دلچسپی کو برقرار رکھتے ہیں۔ چونکہ کتاب متعلقہ موضوع سے جڑے متفرق مباحث پر مبنی ہے لہٰذا مصنفہ نے دانش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بجائے اختلاطِ مضامین کے ہر بحث پر باقاعدہ ایک باب تصنیف کیا ہے جو انفرادی طور پر ایک مخصوص موضوع اور اس سے منسلک مختلف جہات پر ہی مشتمل ہے، چنانچہ جامع معلومات پر مبنی مذکورہ کتاب کو 19 ابواب میں تقسیم کیا گیا۔ مختلف ابواب، ان کے موضوعات، طوالت اور مرکزی نقطہ بحث کی تفصیل درج ذیل ہے:

---

1 Ms. Magazine, "Ms. Readers' 100 Best Non-Fiction Books of All Time: The Top 10 and the Complete List!", http://msmagazine.com/blog/2011/10/10/ms-readers-100-best-non-fiction-books-of-all-time-the-top-10-and-the-complete-list/

2 Bell Hooks, Feminism if for Everybody: Passionate Politics, (Cambridge: South End Press, 2000)

باب نمبر	باب کا عنوان	صفحات	مرکزی موضوعِ بحث
.1	Feminist Politics: Where We Stand	1تا6	تحریکِ نسواں کی تاریخ، افکار اور ان میں تدریجی ارتقاء و تبدل
.2	Consciousness-Raising: A Constant Change of Heart	7تا12	مردوں پر تحریک برائے حقوقِ نسواں میں شمولیت پر زور
.3	Sisterhood is still Powerful	13تا18	مردوں کی عورتوں پر فوقیت: معاشرے کا ایک اہم رجحان
.4	Feminist Education for Critical Consciousness	19تا24	عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں تعلیم و تربیت برائے حقوقِ نسواں کی ضرورت و اہمیت
.5	Our Bodies, Ourselves: Reproductive Rights	25تا30	سقوطِ حمل سے متعلق مباحث
.6	Beauty Within and Without	31تا36	نسوانی حسن کی تشہیر کی مذمت
.7	Feminist Class Struggle	37تا43	خواتین کے مختلف طبقات اور تحریکِ نسواں پر اس کے منفی اثرات
.8	Global Feminism	44تا47	سفید فام خواتین کے دعویٰ قیادت تحریک نسواں کی تردید
.9	Women at Work	48تا54	خواتین کی معاشی ترقی اور تنخواہوں میں اضافہ پر زور
.10	Race & Gender	55تا60	سفید فام خواتین کے احساسِ برتری پر طنز و تنقید
.11	Ending Violence	61تا66	عورتوں کا بچوں پر تشدد
.12	Feminist Masculinity	76تا71	تحریکِ نسواں کی غیر مقبولیت میں میڈیا کا منفی کردار
.13	Feminist Parenting	72تا77	بچیوں کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت پر بھی زور
.14	Liberating Marriage and Partnership	78تا84	نکاح اور خاندانی نظام کی تردید

.15	A Feminist Sexual Politics	85تا92	جنسی آزادی اور سقوطِ حمل کے حق کا مطالبہ
.16	Total Bliss	93تا99	خواتین کے مابین ہم جنس پرستی کا رجحان
.17	To Love Again	100تا104	مردوں کی عائلی تربیت پر زور
.18	Feminist Spirituality	105تا109	دورِ حاضر کی خواتین کو مذہب کی جانب رجوع کرنے کا پیغام
.19	Visionary Feminism	110 تا 118	نظریاتی نسوانیت کا تعارف اور بنیادی نکات

خلاصہ ابواب

زیرِ مطالعہ کتاب کے مختلف ابواب میں جو مباحث کئے گئے ہیں ذیل میں ان کا نچوڑ اور خلاصہ پیش کیا جارہا ہے جن کو پڑھنے کے بعد اُمید کی جاتی ہے کہ کتاب کی اصل روح اور مندرجات کو سمجھنے میں آسانی ہوگی:

پہلا باب: Feminist Politics: Where We Stand

اس باب میں مصنفہ نے تحریکِ نسواں کے تاریخی ارتقاء پر روشنی ڈالی ہے اس بحث کا نچوڑ یہ ہے کہ تحریکِ نسواں کا بنیادی مقصد عورتوں کے خلاف تشدد کی حوصلہ شکنی کرنا تھا نہ کہ اس سے مراد مردوں کے خلاف نفرت اور بغض کے جذبات کا فروغ، مگر اس بات پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے کہ آنے والے وقتوں میں تحریکِ نسواں اپنے بنیادی مقصد سے ہٹ گئی اور مختلف آوازوں کے شور میں اس کا نصب العین دب کر رہ گیا کہ جن میں سے ایک مردوں سے نفرت اور بغض کو فروغ دینا بھی تھا۔[1]

دوسرا باب: Consciousness Raising: A Constant Change of Heart

اس باب میں مصنفہ کی تحریر کا نچوڑ یہ ہے کہ کوئی بھی انسان حقوقِ نسواں کا شعور لے کر اس دنیا میں نہیں آتا بلکہ اسے ایسا سکھانا پڑتا ہے جس کے لئے بہت زیادہ مشق اور ریاضت کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر تحریکِ نسواں کے کارکنان کے یہاں نشستیں رکھی جاتی ہیں جہاں ہر شخص کو اپنے افکار کے اظہار کا بھرپور موقع فراہم کیا جاتا ہے کہ جس کی بدولت تحریک کے بنیادی خدوخال وضع کرنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ اس منزل میں کامیابی سے ہمکنار ہونے کے بعد دوسرا مرحلہ تحریک کے تحریری و تبلیغی مواد کی تقسیم و تشہیر کا معاملہ

[1] Bell Hooks, Feminism if for Everybody: Passionate Politics: pg 1-6

تھا، کالجوں اور جامعات کے نصاب تعلیم میں "Women's Studies" اور اس جیسے دیگر مضامین کی شمولیت بھی دراصل اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی کہ جنہیں بعد ازاں 70ء کی دھائی میں مرکزی اور اہم مضامین میں بھی شامل کیا گیا۔ لیکن افسوس کہ اس سلسلہ میں زوال تب آیا جب تحریک میں مرکزی کردار ادا کرنے والی قائدین کو تعلیمی اداروں میں سے برخاست کر دیا گیا۔[1]

تیسرا باب:Sisterhood is Still Powerful

اس باب میں بیل ہکس نے اپنی زندگی کے ذاتی تجربات کی روشنی میں متنوع انسانی اصناف کے رویوں پر تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔ ہکس کے مطابق جب وہ اپنے آبائی علاقے سے سٹانفورڈ "Stanford" منتقل ہوئی تو وہاں اس نے کالج کی سطح پر ان جماعتوں میں کہ جن میں صرف لڑکیاں تھیں اور ان جماعتوں میں کہ جن میں لڑکیوں کے ساتھ لڑکے بھی شامل تھے، نمایاں فرق محسوس کیا۔ مؤخر الذکر جماعتوں میں چونکہ لڑکیوں کو کبھی بولنے کا موقع نہ ملتا تھا، اس لئے وہ اجتماعی مباحث میں کم ہی حصہ لیتی تھیں، نیز اپنی آراء کا ظہار بھی شاذ ہی کرتی تھیں۔ اور اگر قسمت سے انہیں بولنے کا موقع دیا بھی جاتا تو انتہائی نحیف آواز اور اعتماد سے عاری لہجے میں یہ مباحثہ ہوتا یہاں تک کہ ہکس پر ایک وقت ایسا بھی آیا جب اس نے بھی اپنی خود اعتمادی میں واضح کمی محسوس کرنا شروع کر دی کیونکہ اپنے آبائی علاقے میں وہ اس قدر پُر اعتماد تھی کہ بقول اس کے، خود کو پروفیسر سمجھا کرتی تھی۔ غرضیکہ ہکس کے مطابق چونکہ اساتذہ کی جانب سے خواتین کو جنسِ مخالف کے برابر رتبہ نہیں دیا جاتا، اس لئے وہ زندگی کے ہر شعبہ میں ان سے کمتر ہی محسوس کرتی ہیں لہٰذا اس ضمن میں تربیت کی اَشد ضرورت ہے۔[2]

چوتھا باب:Feminist Education for Critical Consciousness

تحریک نسواں کی حالیہ تحریک میں عموماً ان امکانات کا بھی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے کہ جن کے ذریعے مردوں کی حکمرانی کے نظام پر قابو پانے کی تجاویز دی جاتی ہیں۔ تحریکِ نسواں کے دو اہم مطالبے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ گذشتہ ادوار میں خواتین کی طرف سے تحریر کردہ ادبی سرمائے کی تحقیق کی جائے اور اسے سامنے لایا جائے اور دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ خواتین کی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں کہ جہاں اِن تحریروں کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔ اس طرح نہ صرف خواتین کے نقطہ نظر سے تاریخ کا مطالعہ سامنے آئے گا بلکہ نئی تحقیق کے لئے نسوانی ادب کا احیاء بھی ممکن ہو گا۔[3]

---

1 Bell Hooks, Feminism if for Everybody: Passionate Politics: Pg 7-12

2 Ibid: Pg 13-18

3 Ibid: Pg 19-24

پانچواں باب: Our Bodies, Ourselves: Reproductive Rights

اس باب میں مصنفہ نے ''سقوطِ حمل بطورِ حق'' نسواں پر بحث کی ہے اور اس اَمر کا انکشاف کیا ہے کہ امریکہ جیسے تہذیب اور انسانی حقوق کے عَلم بردار ملک میں سفید فام خواتین کو مخصوص معاملہ میں کئی سہولیات دستیاب ہیں جبکہ سیاہ فام خواتین کو ظلم کی حد تک نظر انداز کیا جاتا ہے۔ نیز ہکس نے یہاں یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ بچے کی ولادت سے متعلق قبولیت یا عدم قبولیت کا فیصلہ صرف عورت کے اختیار میں ہی ہونا چاہیے۔[1]

چھٹا باب: Beauty Within & Without

اس باب میں مصنفہ نے ایسی سوچ پر شدید تنقید کی ہے کہ جس کے تحت بچپن ہی سے لڑکیوں کو اس بات کا عادی بنایا جاتا ہے کہ وہ اپنی ظاہری وضع قطع کا خاص خیال رکھیں کیونکہ یہ بات انتہائی اہم ہے کہ دوسرے انہیں کیسا دیکھتے ہیں خاص طور پر مرد حضرات۔ لیکن اب بتدریج خواتین نے یہ سوچنا شروع کر دیا ہے کہ وہ اپنے بارے میں کیا محسوس کرتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسے ملبوسات کا انتخاب کیا جن سے اُن کے اجسام کی نمائش نہ ہو، نیز جوتے بنانے والی کمپنیوں کو اونچی ایڑی کی بجائے کم ہیل والے سینڈل اور آرام دہ جوتے بنانے پر مجبور کیا گیا ہے۔ اکثر خواتین نے میک اَپ کا استعمال بھی ترک کر دیا کیونکہ وہ آئینہ میں خود کو اصل شکل میں دیکھنا زیادہ پسند کرنے لگی تھیں۔ خواتین کے اس بدلتے رجحان کی وجہ سے فیشن انڈسٹری کو اپنے کاروبار کے تباہ ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا چنانچہ انہوں نے برقی ذرائع ابلاغ کی ملی بھگت سے تحریکِ نسواں کو غیر زنانہ اور مردانگی پسند جیسے رجحانات رکھنے کے الزامات عائد کرنے کی مہم شروع کر دی۔[2]

ساتواں باب: Feminist Class Struggle

خواتین ہونے کے باوجود جنہیں تحریکِ نسواں کے افکار پر اعتراض ہے یہ باب ان خواتین کی نفسیات سے

---

1 Bell Hooks, Feminism if for Everybody: Passionate Politics: Pg 25-30

2 Ibid: Pg 31- 36

متعلق ہے۔ ہکس کے مطابق سفید فام فیمنسٹ "Feminist" خواتین کو مسئلہ خواتین کی تہذیب سے نہیں بلکہ طبقاتی امتیازات سے ہے۔ اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میڈیا نے بھی صرف ایسی خواتین کو ہی توجہ کا مرکز بنا لیا، جنہوں نے تحریک کے بنیادی افکار کی جانب سے غیر جانبداری کا اظہار کیا۔ اس دور میں بیٹی فریڈن "Betty Friedan" کی کتاب "The Feminine Mystique" میں اس حقیقت کا انکشاف کیا گیا کہ ایسی گھریلو خواتین جو کم اُجرت پر معمولی امور انجام دینے کے سخت مخالف ہیں، ان کا تعلق اعلیٰ طبقات سے تھا کیونکہ نچلے طبقے کی خواتین ایسا کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ مصنفہ کے مطابق اگر ایسی خواتین بھی تحریک کا حصہ بنیں اور معمولی کام کرنے سے نہ ہچکچائیں تو تحریکِ نسواں پر انتہائی مثبت اثرات مرتب ہونگے۔[1]

آٹھواں باب: Global Feminism

اس باب میں بیل ہکس نے تحریکِ نسواں کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے قارئین کو ایک دلچسپ حقیقت سے آگاہ اور سفید فام خواتین کی قیادت پر شکوک وشبہات کا اظہار کیا ہے کہ ابتداء میں تحریک کی باگ ڈور اعلیٰ طبقے کی سفید فام خواتین کے ہاتھ میں تھی کہ جن کی یہ خواہش تھی کہ نچلے طبقے کی سفید فام خواتین اور تمام سیاہ فام خواتین ان کی پیروکار بن جائیں۔ ان خواتین کا یہ نعرہ تھا کہ مردوں اور عورتوں میں برابری ہونی چاہیے خواہ وہ دنیا کی کوئی بھی تہذیب ہو لیکن انہوں نے سفید فام کے علاوہ تمام خواتین "Women of Color" اور قدامت پسند سفید خواتین کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش اور ان کو اس تلخ حقیقت کا بَرملا ادراک ہوا کہ ان کی قائدین دراصل یورپی سامراجی نظام کی زبردست وفادار ہیں۔ ان قائدین کے نسلی غرور نے انہیں یہ بات سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ پوری دنیا خصوصاً تیسری دنیا کی خواتین کی قیادت کرنے کی پیدائشی حقدار ہیں، ہکس کے مطابق ایسی خواتین کا رویہ عورت مخالف مردوں سے مختلف نہ تھا۔[2]

نواں باب: Women at Work

ہکس کے مطابق 1960ء کی دھائی میں ایک تہائی خواتین کسی نہ کسی پیشے سے وابستہ تھیں اور یہ تعداد 1990ء تک نصف نسوانی آبادی تک پہنچ چکی تھی۔ اس عرصہ میں مصلحین کی جانب سے تحریک کو یہ پیغامات ملنا شروع ہوئے کہ ملازمت کرنے والی خواتین درحقیقت آزاد ہیں لیکن ہکس کے مطابق یہ موقف درست نہ تھا کیونکہ کم اُجرت اور مردوں کی زیرِ حکومت کام کرنے کو آزادی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے خیالات عموماً ان مصلحین کی جانب سے پیش کئے جاتے ہیں جو اعلیٰ معاشرتی طبقے سے تعلق رکھتی ہیں اور اپنے تئیں مردوں کے

[1] Bell Hooks, Feminism if for Everybody: Passionate Politics: Pg 37-43

[2] Ibid: Pg 44-47

برابر مقام حاصل کر چکی ہیں۔ ان کا "نظریہ کام" لاکھوں خواتین کے نظریہ سے انتہائی مختلف ہے۔ ہکس اس امر پر زور دیتی ہے کہ خواتین کو ان کی محنت کا اصل اَجر تب ملے گا جب ان کی اُجرتوں میں اضافہ ہو گا اور ان کا معیارِ زندگی بلند ہو گا۔[1]

دسواں باب: Race & Gender

اس باب میں ہکس نے سفید فام خواتین کے متکبرانہ رویے کی مذمت کی ہے جس کی وجہ سے تحریکِ نسواں پر "نسلی" اور "متعصب" ہونے کی چھاپ لگی ہے۔ یہاں مصنفہ نے ایک کم سن سفید فام لڑکی کے خیالات کا حوالہ دیا ہے جو میڈیا پر صرف سفید فام خواتین کے ظاہر ہونے کی یہ وجہ بیان کرتی ہے کہ سیاہ فام افراد چونکہ رنگت میں سفید اور پُرکشش نہیں ہوتے اس لئے انہیں ٹیلی وژن پر نہیں دکھایا جاتا۔ ہکس کے مطابق سیاہ فام خواتین کا غم ان کے حقوق کے لئے جہد کرنے والے سول سوسائٹی کے افراد سے بہتر کوئی نہیں جانتا لیکن افسوس کا مقام ہے کہ جب یہی لوگ تحریک نسواں کی جانب آتے ہیں تو سیاہ فام خواتین کی خدمات اور کارناموں کا انکار کر دیتے ہیں۔[2]

گیارہواں باب: Ending Violence

اس باب میں مصنفہ نے گھریلو تشدد کو مرکزی موضوعِ بحث بنایا ہے۔ ہکس کہتی ہیں کہ اگرچہ جو گھریلو تشدد مردوں کی جانب سے خواتین پر کیا جاتا ہے، وہ تحریکِ نسواں میں مرکزی حیثیت کا مسئلہ ہے لیکن مسئلہ کی اہم جہت وہ تشدد بھی ہے، جو والدین کی جانب سے اپنے بچوں پر بلاواسطہ کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی جو ان کے ننھے ذہنوں پر کیا جاتا ہے جبکہ ان کے والد کی جانب سے ان کی والدہ پر تشدد ہوتا ہے اور وہ اس عمل کے عینی شاہد ہوتے ہیں۔ لہٰذا تشدد کی اس صورت کی مذمت بھی ضروری ہے جو تاحال اکثر لوگوں کے لئے ناقابلِ فہم اور خاص اہمیت کی حامل نہیں ہے۔[3]

بارہواں باب: Feminist Masculinity

اس باب میں مصنفہ نے تحریکِ نسواں کو بدنام اور بدنماد کھانے پر ذرائع ابلاغ پر تنقید کے ساتھ ساتھ ان کا طریقہ واردات بھی بیان کیا ہے۔ اس نقطہ کو بیان کرنے کے لئے ہکس نے تاریخ کی طرف رجوع کیا ہے اور لکھا ہے کہ مردوں کی طرف سے تشدد کا نشانہ بننے کے بعد متاثرہ عورتوں میں مردوں کی جانب نفرت اور بغض کا جذبہ

1 Bell Hooks, Feminism if for Everybody: Passionate Politics: Pg 48-54

2 Ibid:Pg 55-60

3 Ibid: Pg 61-66

اگرچہ فطری تھا لیکن میڈیا نے ایسا تاثر دینا شروع کر دیا جیسے کہ تمام خواتین مردوں سے نفرت کرنے والی ہیں۔ بات یہیں ختم ہو جاتی تب بھی غنیمت تھا لیکن ذرائع ابلاغ تحریک سے دشمنی میں اس قدر آگے نکل گیا کہ اس سے منسلک تمام خواتین کو بلا امتیاز اور بلا جھجک ہم جنس پرست قرار دے دیا۔ لیکن مصنفہ جب موجودہ دور کی بات کرتی ہیں تو قدرے پُر اُمید محسوس ہوتی ہیں کیونکہ عصرِ حاضر میں کئی مرد حضرات بھی ایسے ہیں جو پدر سالاری "patriarchal" نظام سے خائف ہوئے ہیں اور تحریک نسواں کا حصہ بننا چاہتے ہیں جبکہ دوسری جانب سے بھی ان کا کھلے دل سے استقبال کیا جاتا ہے۔[1]

تیرھواں باب: Feminist Parenting

اس باب میں بیل ہکس نے عمومی بحث سے ہٹ کر ایک اچھوتے موضوع پر قلم اُٹھایا ہے۔ مصنفہ فرماتی ہیں کہ عام طور پر پدر سالاری "Patriarchal" نظام سے ایک ایسا نظام مُراد لے لیا جاتا ہے جہاں مرد کی پر تشدد حکمرانی کا بلا واسطہ عورت پر اثر ہوتا ہے جبکہ اس نظام کی ایک اور خامی یہ بھی ہے کہ آنے والی نسل بھی نفسیاتی اور لاشعوری طور پر اس نظام کی عادی بن جاتی ہے اور انہی روّیوں کو اپنا لیتی ہے۔ نسل در نسل اس روایت کو بدلنے کے لئے ضروری ہے کہ خواتین اپنے بچوں کی تربیت کے انداز بدلیں اور بچیوں کے ساتھ ساتھ بچوں میں بھی مردانگی "masculinity" یعنی مردانہ صفات کا مثبت اور تعصب سے پاک تصور پروان چڑھائیں۔[2]

چودھواں باب: Liberating Marriage and Partnership

بیل ہکس کے مطابق تحریک کے ابتدائی دور میں نکاح کے ادارے پر شدید تنقید ہوئی تھی کیونکہ یہ رسم مردوں کو عورتوں پر حکمرانی کرنے کا جواز عطا کرتی ہے۔ لہٰذا اس ان چاہے بندھن سے آزادی کے لئے اکثر خواتین نے رہبانیت کا راستہ اختیار کیا اور بعض آزاد خیال خواتین ہم جنس پرستی کی جانب راغب ہوئیں۔ مصنفہ نے یہاں ان مردوں پر شدید تنقید کی ہے کہ جنہوں نے خواتین کو معمول کی روش پر لانے کے لئے اس گھناؤنے الزام کی تشہیر شروع کر دی کے تمام خواتین ہم جنس پرست "Lesbians" ہیں۔ بہر حال اس تبدیلی سے ہر یورپی خاتون کو گھریلو سطح پر یہ اطمینان ضرور نصیب ہوا کہ ان کے خاوندوں کا رویہ ان کے ساتھ نرم ہوا نیز انہوں نے اُمورِ خانہ داری میں خواتین کا ہاتھ بھی بٹانا شروع کر دیا۔ لیکن دوسری جانب مصنفہ خود بھی نکاح کے ادارہ سے تنفّر کا اظہار کرتی ہیں اور ان مصنفین پر جرح کرتی ہیں کہ جن کے مطابق عورت کی اصل فطری خوشی

---

1 Bell Hooks, Feminism if for Everybody: Passionate Politics: Pg 67-71

2 Ibid: Pg 72-77

اپنی اولاد کی تربیت و نشوونما میں پنہاں ہے۔[1]

پندرہواں باب: A Feminist Sexual Politics

اس باب میں مصنفہ نے خواتین کی جنسی تربیت، جنسی آزادی اور سقوطِ حمل کا حقدار ہونے کا مطالبہ کیا ہے۔[2]

سولھواں باب: Total Bliss: Lesbianism & Feminism

اس باب میں مصنفہ قدرے فلسفیانہ اندازِ گفتگو اختیار کرتی ہیں اور نسوانی ہم جنس پرستی "Lesbianism" کی ایک نئی اصطلاحی تعریف متعارف کراتی ہیں۔ اس باب میں کی گئی گفتگو کا نچوڑ یہ ہے کہ خواتین میں یہ رجحان تب مقبول ہوا جب انہوں نے خود کو دریافت کرنا شروع کیا۔ نیز مخصوص قابلِ نکیر رجحان کی ایک جہت یہ بھی ہے کہ خوش رہنے کے لئے خواتین کو مرد حضرات کی ہرگز ضرورت نہیں۔ اس باب میں کی گئی گفتگو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عکس اس منفی رجحان کی ناقدہ نہیں ہیں کہ جس سے تجزیہ نگار کو بہ حیثیتِ مسلمان شدید اختلافات ہیں۔[3]

سترہواں باب: To Love Again: The Heart of Feminism

اس باب میں مصنفہ یورپی مردوں کی تربیت کا پیغام دیتی ہیں اور اس نقطہ پر زور دیتی ہیں کہ اگر مرد حضرات خواتین سے ویسے ہی عائلی تعلقات استوار کرنا چاہتے ہیں جو صدیوں پہلے گھریلو زندگی کی پہچان تھے تو انہیں خواتین کے نازک جذبات سے آگاہ ہونا اور بے وفائی، تشدد اور بے جا حاکمیت کی روش سے باز آنا ہوگا کیونکہ یہی وہ اُمور تھے جنہوں نے صدیوں قبل حقوقِ نسواں کی تحریک کو ہوا دی تھی۔ نیز مردوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ ذہنی ہم آہنگی کی بنیاد پر زندگی گزارنے کی نیت کرنا ہوگی کیونکہ صرف بچوں کی خاطر اکٹھے رہنا اچھی ازدواجی زندگی گزارنے کی علامت ہرگز نہیں۔[4]

اٹھارہواں باب: Feminist Spirituality

یہ باب انتہائی دلچسپ بحث کا حامل ہے کیونکہ اس میں مصنفہ نے ایک اہم حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ کلیسا کی تاریخ میں مذہبی رسومات میں مردوں سے زیادہ خواتین کے حصہ لینے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ مذہب اور عبادت کی صورت میں خواتین کو ایک ایسا گوشہ میسر آجاتا تھا کہ جس میں وہ مردوں کی مداخلت اور جبر

---

1 Bell Hooks, Feminism if for Everybody: Passionate Politics: Pg 78-84

2 Ibdi: Pg 85-92

3 Ibid: Pg 93-99

4 Ibid: Pg 100- 104

سے محفوظ ہو کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو جاتی تھیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ دورِ جدید کی خواتین اس سوچ، فکر اور تجربہ سے محروم ہیں۔ لہٰذا ہکس خواتین کو یہ پیغام دیتی ہیں کہ خاوندوں کے ساتھ گھریلو سکون کی تلاش کے ساتھ ساتھ یورپی خواتین کو مذہب کی جانب بھی رجوع کرنا چاہیے کیونکہ خدا کی عبادت وہ راستہ ہے جہاں وہ اصل معنوں میں نسوانی روحانیت کا احساس محسوس کر سکتی ہیں۔[1]

انیسواں باب: Visionary Feminism

اس باب میں ہکس تحریک نسواں ہی کی ایک شکل نظریاتی نسوانیت "Visionary Feminism" کے بنیادی نکات واضح کرتی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

- تمام خواتین کی زیست کو بہ جانب مثبت جہت موڑ دیا جائے۔
- انہیں مردوں کی غلامی سے آزادی دلوا کر انفرادی طور پر مضبوط بنایا جائے۔
- غریب اور سیاہ فام خواتین پر خاص توجہ دی جائے کیونکہ ان کے محدود ذرائع انہیں تحریک کے متعلق معلومات لینے کی اجازت نہیں دیتے۔

ہکس کے مطابق اگرچہ نظریاتی نسوانی تحریک کامیابی کی جانب تیزی سے گامزن تھی لیکن معلومات کے تبادلے کے محدود ذرائع، جہالت و تعلیم کا فقدان، اور پدر سالاری "patriarchal" نظام ایک مرتبہ پھر آڑے آگئے لہٰذا تحریکِ نسواں کے احیاء کے لئے ناگزیر ہے کہ نچلی سطح تک تبدیلیاں کی جائیں۔ تحریک کے اہم نکات کو بنیادی تعلیم کا حصہ بنایا جائے نیز سیاسی طور پر ہم آہنگی اور مدد کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔[2]

مصنفہ کے کتاب میں پیش کردہ اہم تصورات

بیل ہکس کے مطابق انہوں نے اپنی کتاب میں چند غیر معمولی، انقلابی اور انتہائی اہم نوعیت کے تصورات پیش کئے ہیں جنہیں ذیل میں ان کی اہمیت کے پیشِ نظر انفرادی طور پر تحریر کیا گیا ہے:

- تحریکِ نسواں کی کامیابی اور خواتین کے مطالبات پر عمل درآمد کے لئے ضروری ہے کہ مردوں کو بھی تحریک کا حصہ بنایا جائے۔
- خواتین کو چاہیے کہ اپنے بیٹوں میں وہ خصوصیات پیدا کرنے کی کوشش کریں جو وہ اپنے خاوندوں میں چاہتی تھیں۔[3]

---

1 Bell Hooks, Feminism if for Everybody: Passionate Politics: Pg 105-109

2 Ibid: Pg 110-118

3 Ibid: Pg 11

- طبقاتی اُمور وہ معاملہ ہے جس سے تحریکِ نسواں کے ایجنڈے کو نقصان ہوتا ہے۔[1]
- تحریک سے متعلق اس خیال کو واضح کیا جائے کہ یہ صرف خواتین کے ہی نہیں بلکہ مردوں کے حقوق سے بھی متعلق ہے۔[2]
- حکمرانہ رویہ صرف مردوں کا خاصہ نہیں بلکہ خواتین کی جانب سے بھی اکثر اس کا اظہار ہوتا رہتا ہے جس کا بلاواسطہ نشانہ ان کے بچے بنتے ہیں۔[3]
- علاوہ ازیں مصنفہ نے سفید فام خواتین کی قیادت پر شدید شکوک وشبہات کا اظہار کیا ہے۔[4]
- اس طرح ایک امریکی خاتون (بیل ہکس) کی طرف سے مذکورہ کتاب میں روحانی سکون کے لئے خواتین کو مذہب کی جانب رجوع کرنے کا درس دیا گیا ہے جو کہ عصرِ حاضر میں مغربی فکر کی جانب سے ایک مثبت پیش رفت کا نشان ہے۔[5]

چند قابلِ گرفت نکات

یہ حقیقت ہے کہ بیل ہکس کی کتاب نے حقوقِ نسواں کے شعبے میں نمایاں مقام حاصل کیا ہے اور اس میں دیئے گئے تصورات کی افادیت کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن اگر تنقیدی نقطہ نظر سے تجزیہ کیا جائے تو مصنفہ کی تحریر و خیالات میں مندرجہ ذیل سقم موجود ہیں:

مردوں کی حکمرانی کے نظام کی تشدد سے مناسبت

اپنی کتاب میں ہکس نے مسلسل "patriarchy" یعنی ایسا نظام کہ جس میں مرد حکمران ہو، کو عورتوں پر تشدد سے نسبت دی ہے لیکن انہوں ضمن میں اس نے ان تمام جنسی تفردات (Gender Differences) کو پس پشت ڈال دیا ہے جن کی بدولت مردوں اور عورتوں کے میدانِ عمل میں فرق واقع ہوتا ہے اور عورت بعض ناگزیر وجوہات و ذمہ داریوں کی بناء پر زیادہ مشقت اور وقت طلب اُمور کو انجام دینے سے قاصر ہے، لہٰذا بغیر مستند حوالہ جات اور ٹھوس نظریات کے مصنفہ مرد کی حکمرانی، خواہ وہ کسی بھی ادارہ یا شعبہ کا سربراہ ہو، کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے، اور اپنی بات کے ثبوت کے لئے مندرجہ ذیل غیر منطقی انداز اختیار کیا ہے:

---

[1] Bell Hooks, Feminism if for Everybody: Passionate Politics Pg 50

[2] Ibid: Pg 16

[3] Ibid: Pg 61

[4] Ibid: Pg 4-5

[5] Ibid: Pg 105

Patriarchy پدر سلاری	Male Dominennce مردوں کا غلبہ	Opression ظلم	Misogyny عورتوں سے نفرت

اس غیر مستند نتیجہ کو بنیاد بنا کر تحریکِ نسواں کے مطالبات کی عمارت کھڑی کی گئی ہے جو دراصل مردوں پر تنقید پر استوار ہے اور ہرگز کتاب کے مرکزی عنوان سے مناسبت نہیں رکھتی۔

مبہم اصطلاحات اور بے بنیاد تصورات کا کثیر استعمال

ایڈورڈ سیڈ نے اپنی کتاب استشراق "Orientalism" میں تحریکِ استشراق کے تین مختلف انداز بیان کئے ہیں:

1. Academic Orientalism
2. Modern Orientalism
3. Imaginative Orientalism[1]

سیڈ کے مطابق تخیلاتی استشراق "Imaginative Orientalism" سے مراد مستشرقین کا وہ طریقہ کار ہے کہ جس میں ایک محقق چند امور کو تصور کرتا ہے اور پھر ان پر اپنے نظریات کو استوار کرتا ہے۔ اور بیل ہکس کی مذکورہ تصنیف اس اسلوبِ تحقیق کی زندہ مثال ہے کہ جس میں وہ ایک دعویٰ کرتی ہے لیکن اس کے ثبوت میں کوئی ٹھوس مثال یا دلیل نہیں دیتی، مثلاً ایک مقام پر لکھتی ہیں:

"Males as a group have and do benefit the most from patriarchy, from the assumption that they are superior to females and should rule over us. But those benefits have come with a price. In return for all the goodies men receive from patriarchy, they are required to dominate women, to exploit and oppress us, using violence if they must to keep patriarchy intact."[2]

چند سطور پر مبنی اس مثال سے واضح ہو جاتا ہے کہ تحقیق کس قدر بے بنیاد، حقائق سے قطع نظر، بے روح اور غیر متاثر کن تحریر کا شکار ہے کیونکہ اپنی بات کے ثبوت کے لئے بیل نے کسی قسم کے دلائل دینے کی زحمت نہیں کی مثلاً:

- مصنفہ یہ نہیں بتاتی کہ مرد حضرات "patriarchy" سے کیسے فائدہ اُٹھاتے ہیں؟
- مصنفہ یہ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ مرد خود کو خواتین سے برتر سمجھتے ہیں اور ان پر حکومت کرنا چاہتے ہیں؟

1 Edward Said, Oricntalism, (Noida: Panguine Books, 1978), Pg 3

2 Bell Hooks, Feminism is for Everybody, Passionate Politics, Pg ix

- "Patriarchy" سے مرد حضرات کون کون سے فوائد حاصل کرتے ہیں؟
- انہیں خواتین پر برتری کی ضرورت کیوں ہے؟
- وہ کس طرح عورتوں کا استحصال کرتے ہیں؟ وغیرہ

اگرچہ کسی حد تک یہ کہا جا سکتا ہے کہ زیرِ تجزیہ تحریر معاشروں کے ان تسلیم شدہ مشاہدات پر مبنی ہے کہ جن میں قرارِ واقعی صنفِ نازک کا استحصال کیا جاتا ہے لیکن اس اَمر کو عمومی جہت دینا اور اس کی بنیاد پر بلند و بانگ دعوے کرنا ناقابلِ فہم ہے۔

بیاناتِ میں وسیع تضاد

ہکس کی زیرِ تحقیق کتاب میں بعض مقامات پر وسیع تضاد نظر آتا ہے جو کہ مصنفہ کی ذہنی کشمکش اور بے یقینی کی کیفیت کا عکاس ہے مثلاً موصوفہ لکھتی ہیں:

"There was indeed a great deal of anti-male sentiment amongearly feminist activists who were responding to male dominationwith anger."[1]

لیکن پھر فرماتی ہیں:

"Conservative mass media constantly represented feminist women as man-haters."[2]

تحریک نسواں کی حامی ہونے کے باوجود اس خیال کی تشہیر کرنا کہ تحریکِ نسواں اپنی ابتداء میں مردوں سے شدید نفرت رکھتی تھی اور پھر اس نفرت کے حالیہ وجود کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ غلط فہمی قدامت پسند ذرائع ابلاغ کی وجہ سے پائی جاتی ہے، دراصل اس حقیقت کی غمازی کرتی ہیں کہ مصنفہ کی تحریر دراصل مفروضات اور ذاتی قیاس آرائیوں پر مبنی ہے۔

اسی طرح مصنفہ کسی مقام پر ایک دعویٰ کرتی ہیں اور پھر چند سطور بعد یا فوراً ہی اس کی تردید بھی کر دیتی ہیں۔ مثلاً کتاب کی ابتداء میں عمومی انداز میں تحریر کرتی ہیں کہ مرد حضرات "patriarchal" نظام سے بہت فائدہ اٹھاتے ہیں[3] لیکن پھر لکھتی ہیں کہ جو مرد امیر یا طاقت ور نہیں ہوتے، وہ اس نظام سے فائدہ نہیں اُٹھاتے:

"Most men in this nation feel troubled about the nature of theiridentity. Even though they cling to patriarchy they are beginning tointuit that it is part of the problem...it hasmade it

---

1 Bell Hooks, Feminism if for Everybody: Passionate Politics: Pg. 2

2 Ibid: Pg 67-68

3 Ibid: Pg ix

difficult for men who are not rich and powerful to knowwhere they stand."[1]

اپنے ہی موقف کو رد کر دینے سے مصنفہ کے دلائل کمزور، تحریر غیر موثر اور کتاب کا استدلال تاثر شدید متاثر ہوتا نظر آتا ہے۔

عورت ذات کی منفی منظر کشی

اپنی زندگی میں پیش آنے والے واقعات اور آپ بیتی کو زیورِ تحریر عطا کر کے اپنی تصنیفی تخلیق کا حصہ بنانا ہر مصنف کا حق ہے لیکن جب کسی مضمون اور شعبہ میں کلیدی اہمیت کی حامل تصنیف کا معاملہ ہو تو مصنف پر بھی کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں مثلاً بیل ہکس کہ جنہوں نے آزادی نسواں کے مضمون پر ایک تصنیف پیش کی اور اسے عالمی اور متعلقہ شعبے کے علمی حلقوں میں پذیرائی بھی نصیب ہوئی، لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ تخلیق قرارِ واقعی مخصوص موضوع پر سرِ فہرست کی کتب میں شمار ہونے کی خصوصیات رکھتی ہے؟ کتاب کے مطالعہ کے بعد اس سوال کا قطعی مثبت انداز میں جواب دینا مشکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگرچہ کتاب کا مرکزی موضوع حقوقِ نسواں کو واضح کرنا ہے لیکن مصنفہ نے غیر ذمہ دارانہ طور پر کتاب کے صفحہ نمبر 87[2] اور 96[3] پر ایسے حقائق اور واقعات بیان کر دیئے ہیں کہ جن سے مطالعہ نگار لاشعوری طور پر عورتوں سے دوری اور غیر ہمدردی کے جذبات محسوس کرتا ہے اور کتاب قاری کی وہ توجہ حاصل کرنے میں ناکام ہو جاتی ہے کہ جس کیلیے وہ لکھی گئی تھی۔

خاندانی نظامِ زندگی پر تنقید

جیسا کہ گذشتہ موضوع کے حاشیے میں ہکس کی تحریروں کے نمونے پیش کئے گئے کہ اس نے کئی مقامات پر بطورِ ماں عورت ذات کا انتہائی حکمرانہ اور تشدد پسندانہ تاثر دیا ہے جو کہ اس کے اپنے لاشعور میں بسے بچپن کے ناخوشگوار اور تکلیف دہ تجربات کا عکس ہے کہ جس کا اطلاق وہ تمام معاشرے پر کرنا چاہتی ہیں جو ظاہر ہے ایک بیمار سوچ کا ثبوت ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ہکس خاندانی نظام اور عورت کو بحیثیت ماں تصور کرنے کے شدید خلاف ہیں[4] اور ان مصنفین پر شدید نقد کرتی ہے جو اس حقیقت کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ ایک عورت فطرتاً حقیقی

1 Bell Hooks, Feminism if for Everybody: Passionate Politics: Pg 71

2 When feminist movement was "hot" radical lesbian activists constantly demanded that straight women reconsider their bonds with men, raising the question of whether or not it was possible for women to ever have a liberated heterosexual experience within a patriarchal context…

3 Teaching one of my first women's studies courses in San Francisco I was confronted by a group of radical lesbian students who wanted to know why I was still "into" men. After class one day in the parking lot there was a showdown…

4 Female sexual freedom requires dependable, safe birth control…it evokes fear within me just to imagine a world where every time a female is sexual she risks being impregnated. (Ibid, Pg.85)

معنوں میں تبھی خوشی محسوس کرتی ہے جب وہ اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے اور انہیں پروان چڑھتا ہوا دیکھتی ہے۔

منفی رجحانات کی تبلیغ

مصنفہ بیل ہکس نے اپنی کتاب میں بعض ایسے رجحانات کی تبلیغ و توثیق کی ہے جو کہ نہ صرف اسلام بلکہ مغربی نقطہ نظر سے بھی قابلِ قبول نہیں ہیں مثلاً عائلی زندگی کی نفی، رہبانیت کا پرچار، ہم جنس پرستی کا دفاع، سقوطِ حمل کی حوصلہ افزائی وغیرہ وہ اُمور ہیں جو اہلِ مغرب کے قدامت پسند طبقات میں بھی ناپسندیدہ ہیں۔ اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ مصنفہ نے یہ تمام تصورات مردوں کی جانب جذبہ نفرت سے مغلوب ہو کر دیئے ہیں جس کی اصل وجہ بھی یورپی مردوں کا خواتین سے نامناسب رویہ تھا لیکن ایک ایسی مصنفہ کے لئے ہرگز موزوں نہیں کہ معاشرے میں اینٹ کا جواب پتھر سے اور برائی کا جواب گناہ سے دینے کا رجحان پیدا کرے خصوصاً جبکہ اسے معلوم ہو کہ اس کی تحاریر کو عوام الناس اور خاص طور پر نوجوان خواتین میں ذوق و شوق سے پڑھا اور نقل کیا جاتا ہے۔

جدید اسالیبِ تحقیق سے عدم مطابقت

مصنفہ نے اپنی کتاب میں جدید اسالیبِ تحقیق کی قطعاً پیروی نہیں کی اور پوری کتاب میں کہیں بھی فٹ نوٹ، حوالہ جات یا حواشی کا نام و نشان تک نہیں کہ جس سے مخصوص شعبے میں قدم رکھنے والے نئے افراد اس غلط فہمی کا شکار ہو سکتے ہیں کہ بیل ہکس جو فرما رہی ہیں، صد فی صد درست اور حقائق پر مبنی ہے کیونکہ موصوفہ نے اپنے اندازِ تخاطب سے یہی تاثر دیا ہے۔ لیکن کتاب میں جا بجا ایسے مقامات بھی ہیں جہاں حوالہ جات کی اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے مثلاً تحریک نسواں کی ابتداء سے متعلق حقائق کے بیان میں یہ بات ظاہر ہے کہ یہ اُمور مصنفہ کی ذاتی تحقیق و تجربات پر مبنی نہیں۔ نیز متعدد مقامات پر اگرچہ مسئلہ تو بیان کیا گیا ہے لیکن اس کا کوئی قابلِ عمل حل تجویز نہیں کیا گیا کہ جس سے یہ تاثر مزید قوی ہوتا ہے کہ کتاب کو مناسب تحقیق، تسوید و تبیض سے قبل ہی حتمی شکل دے دی گئی ہے۔

خلاصہ بحث

گزشتہ تین صدیوں کے دوران یورپ میں سر اٹھانے والی بیشتر فکری تحاریک مثلاً سیکولر ازم، سوشل ازم، فاشزم اور پھر تحریکِ نسواں میں ایک قدر مشترک ہے کہ ان تحریکوں کی بنیاد نفرت کے جذبات پر رکھی گئی۔ مغربی خواتین میں مردوں کے خلاف نفرت کا اظہار ان کے تاریخی ظلم و ستم کے خلاف شدید ردِ عمل تھا جو بتدریج ''Radical Feminists'' کی صورت میں سامنے آیا جو خواتین کا ایسا گروہ تھا جو مردوں کی تحقیر کو اپنا ایمان سمجھتا تھا۔ پھر 1990ء کے عشرے میں انہی خواتین کی جانب سے ایسا لٹریچر پیش کیا گیا کہ جس میں یہ

اعلان کیا گیا کہ اکیسویں صدی میں خواتین کو مردوں کی ضرورت نہیں رہے گی۔[1] انسانی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جو نظام یا ازم نفرت کی بنیاد پر جڑ پکڑتا ہے تو تعمیری اسلوب کی بجائے تخریب پسند ہو جاتا ہے، وہ کئی پہلوؤں سے حق پر ہوتے ہوئے بھی انتہاء پسندی اور تشدد کے باعث ناحق اور ناجائز قرار پاتا ہے۔ یہی معاملہ تحریکِ نسواں کے ساتھ بھی نظر آتا ہے کہ جب اس کی قائدین مردوں سے نفرت میں اتنی آگے نکل گئیں کہ قوانینِ فطرت سے بھی انکار کر دیا گیا تو وہی نتیجہ سامنے آیا جو متوقع تھا۔

علاوہ ازیں زیرِ مطالعہ کتاب تحریکِ نسواں کے بنیادی خدوخال جاننے کے لئے ایک بہترین کتاب ہے۔ کیونکہ اس میں تحریک کی ابتداء سے لے کر درپیش مشکلات، اہم سنگِ میل، عورتوں خصوصاً سیاہ فام خواتین کے مسائل، عصری نسوانی رجحانات، سفید فام خواتین کی قیادت پر عدم اعتماد سمیت بعض اُمور پر نقد بھی کیا گیا ہے لہٰذا عصرِ حاضر میں تحریکِ نسواں کے بارے میں بنیادی اور عصری معلومات کے حصول کے لئے ہکس کی مذکورہ کتاب نمایاں مقام رکھتی ہے۔ پس یہ حقوقِ نسواں کے موضوع پر لکھی گئی جدید کتب میں سے ایک ہے۔ پھر اس کا صفِ اوّل کی کتاب شمار کئے جانا اس امر کی طرف دلیل کرتا ہے کہ مصنفہ کے خیالات سے آبادی کا ایک بڑا حصہ متفق ومتاثر ہے اور اس کی حمایت میں ہے۔

جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے، بیل ہکس نے اپنی کتاب میں بنیادی طور پر یہ تصور دیا ہے کہ عورتوں کے ساتھ ساتھ مردوں کو بھی تحریکِ نسواں کا حصہ بننا چاہئے۔ دیکھا جائے تو یہ مطالبہ ہی تحریک کی بساط کا ایک فیصلہ کن موڑ ہے اور آزادیٔ نسواں کے عَلَم برداروں کی طرف سے ایک طرح کا اظہارِ شکست ہے کیونکہ وہ انسانوں کی جس نوع سے صدیوں تک نفرت کا اظہار کرتی رہیں، اُن کے خلاف اعلانِ جنگ کر کے تحریک کا خون گرمائے رکھا، آج انہیں سے مدد کی اپیل کی جا رہی ہے۔ یہ قدرت کے سامنے شکست کو تسلیم کرنا نہیں تو اور کیا ہے!

چونکہ مغرب کے پاس مذہب جیسا کوئی لائحہ عمل ہی نہ تھا کہ جس کی ہدایات پر چلتے ہوئے وہ مساوات کے ساتھ ساتھ فطری تقاضے بھی پورے کر پاتے۔ لہٰذا انہوں نے مساوات مرد وزن میں تمام حدود پار کر دیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عورت اور مرد انسانی، معاشرتی، اخلاقی، مذہبی اور آخرت میں اجر وسزا کے اعتبار سے برابر ہیں۔ اگر عورت جسمانی وذہنی اعتبار سے معاشی تمدن میں حصہ دار بننے کے اعتبار سے مرد سے کم ہے تو انسان سازی میں حصہ ڈالنے کے اعتبار سے مرد سے بالا ہے۔ عورت کو کلی طور پر کمتر اور حقیر جگہ دینا کسی طور مناسب نہیں، نہ ہی خواتین کو ایسا سوچنا چاہئے اور نہ ہی مرد حضرات کو۔ معاشرے میں عورتوں کو جائز مقام نہ دینے کے رویے نے عورت کے دل میں احساسِ کمتری کو اور مرد کے دل میں احساسِ برتری کو جگہ دی ہے ان منفی رویوں کا سدِ باب اسلامی تعلیمات پر عمل درآمد کرنے سے ہی ممکن ہے۔

---

[1] David Bouchier, The Feminist Challenge, (London: Macmillan Press, 1983), Pg. 27